بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادا ریہ

حافظ عاکف سعید

سود کی لعنت سے چھٹکارا —— اللہ کی رحمت کو آواز دینے کا سنہری موقع

سپریم کورٹ کے اپیلٹ بنچ میں سود کا مسئلہ آج کل زیر سماعت ہے۔ نومبر۹۱ء میں وفاقی شرعی عدالت کے تاریخ ساز فیصلے کے خلاف کہ جس کی رُو سے بینک انٹرسٹ بھی ربا کے حکم میں ہے اور صریحاً حرام ہونے کے باعث ملکی معیشت سے اس کا خاتمہ ضروری ہے' آئی جے آئی کی حکومت نے سپریم کورٹ میں نظرثانی کی اپیل دائر کردی تھی۔ لیکن یہ معاملہ گزشتہ آٹھ برس برسوں سے تعطل و تعویق کا شکار رہا۔ بدقسمتی سے ہمارے حکمرانوں کی ترجیحات میں سود کے خاتمے اور اسلامی نظام کے قیام کا معاملہ اول تو سرے سے شامل ہی نہیں ہے' بامر مجبوری اگر وہ اسے شامل کرتے بھی ہیں تو اسے سب سے آخری درجے میں رکھا جاتا ہے کہ بقیہ تمام مسائل نمٹالئے جائیں' تمام گتھیاں سلجھالی جائیں تو پھر اس کی جانب توجہ دینے پر غور ہو سکتا ہے' لیکن ظاہر بات ہے کہ "کارِ دُنیا کسے تمام نہ کردا"

برسوں کے انتظار کے بعد بالآخر اپیلٹ بنچ کی تشکیل کے بعد یہ معاملہ زیر سماعت آہی گیا۔ صورتحال یہ ہے کہ حکومت اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے اور یہ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے کہ بینک انٹرسٹ ربا کی تعریف میں نہیں آتا اور یہ کہ بینکنگ کے موجودہ نظام کے سوا معیشت کو استوار کرنے کا ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ہے' لیکن بحمد اللہ دوسری طرف کے دلائل بھی نہایت قوی ہیں اور شریعت اسلامی کے ماہرین بالخصوص اسلامک اکنامکس کے ماہر سکالرز بھی اپنا رول عمدگی سے ادا کر رہے ہیں —— کیس کی سماعت کی اخباری رپورٹنگ سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اگر سماعت کے مکمل ہونے تک اس معاملے میں کوئی غیر معمولی رخنہ اندازی نہ کی گئی تو ان شاء اللہ العزیز اس کا فیصلہ مثبت ہو گا اور سود کے خاتمے کی راہ ہموار ہو گی۔

ایک پبلک خطاب میں نواز شریف کی طرف سے اس واضح اعتراف و اعلان کے باوجود کہ سودی نظام کو جاری رکھ کر ہم اللہ اور رسول کے خلاف جنگ کے متحمل نہیں ہو سکتے' سودی نظام کے دفاع میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا باعث تعجب تو ضرور ہے لیکن ناقابل فہم نہیں۔ یہ بات اب کوئی راز نہیں رہی کہ "ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت" کے مصداق سودی نظام کا خاتمہ اس عالمی مالیاتی استعمار کے لئے موت کا پیغام ہے جس کی پشت پر صیونیت اور ابلیس کے آلۂ کار یہودی ذہن کارفرما ہے۔ اس استعمار نے ایک مہیب آکٹوپس کی مانند سود کے بل پر پوری دنیا کو مالیاتی شکنجے میں جکڑ رکھا ہے —— امریکہ اور فرنگ کی رگ جاں تو براہ راست پنجہ یہود میں ہے ہی' اکا دکا ممالک کو چھوڑ کر بالواسطہ طور پر پوری دنیا مالیاتی اعتبار سے ان کے شکنجے میں ہے —— ہمیں خوب اندازہ ہے کہ پاکستان میں سودی نظام کے خاتمے کی اس کوشش کے باعث ابلیس کے سینے پر سانپ لوٹ رہا ہو گا۔ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف مسلمانوں کی جاری جنگ کا خاتمہ اسے کسی طور منظور نہیں! ابلیس کا وہ اندیشہ کہ ؎

"جانتا ہے جس پہ روشن باطن ایام ہے ' مزدکیت فتنہ فردا نہیں' اسلام ہے!"

ایک حقیقت بن کر نمودار ہونے کو ہے۔ ابلیس کی آلۂ کار عالمی مالیاتی طاقتوں کو' جن میں سرفہرست ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف ہیں اور جن کے سرغنہ نیو ورلڈ آرڈر اور صیونیت ہیں' مذہب سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اسلام کا وہ نہایت محدود اور مسخ شدہ تصور کہ جس کی رُو سے مذہب محض چند عقائد اور رسومات کا مجموعہ ہے اور جس کا نظام حکومت اور نظام اجتماعی سے کوئی سروکار نہیں ہوتا' ابلیسی قوتوں کے لئے ہرگز باعث تشویش نہیں بلکہ یہ تصور تو ان کے لئے بڑا موافق و سازگار ہے ؎

مست رکھو ذکر و فکر صبحگاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

سود وہ لعنت ہے جس کی خباثت اور ہلاکت آفرینی آج دنیا کے ماہرین اقتصادیات پر عیاں ہو چکی ہے۔ ورلڈ آرڈر اور صیونیت کے ایجنٹوں کو چھوڑ کر پوری دنیا آج مانتی ہے کہ افراطِ زر اور بے روزگاری کا براہِ راست تعلق شرح سود کے ساتھ ہے۔ شرح سود کے بڑھنے سے یہ دونوں معاشرتی ناسور پھلتے پھولتے ہیں جن کے نتیجے میں معاشرے میں فقر و افلاس اور محرومی کے ساتھ ساتھ قتل و غارت گری' چھینا جھپٹی' ڈاکہ زنی جیسے جرائم میں بے پناہ اضافہ ہوتا ہے۔ کیا نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود آج بھی ہم سود کی لعنت سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پائیں گے۔

یہ ضرور ہے کہ ہماری معیشت کے رگ و پے میں چونکہ سود سرایت کئے ہوئے ہے لہٰذا سودی نظام کے خاتمے کے نتیجے میں ایک بار کسی قدر جھٹکا تو لگے گا۔ اسلامی بنیادوں پر نظام معیشت کو استوار کرنے میں ابتداءً کچھ دقتوں کا ضرور سامنا ہو گا' لیکن ہم پورے یقین اور وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ بہت جلد ملکی معیشت کی گاڑی پُرسکون انداز میں چلنے لگے گی اور خوشحالی اور فراوانی کی طرف رواں دواں ہی نہیں ہو گی' سرپٹ دوڑنے لگے گی۔ معاشرتی جرائم اور بدامنی و ہراس کی کیفیت کا یقینی طور پر خاتمہ ہو گا۔ اور چونکہ اسلامی نظام اور عدل اجتماعی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی منحوس سودی نظام ہے لہٰذا اس کے خاتمے کے نتیجے میں ایک سچی اسلامی ریاست کے قیام کی راہ بھی یقینی طور پر ہموار ہو گی ؎

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی

آیئے سب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپیلٹ بنچ کو صحیح فیصلہ تک پہنچنے اور حق بات کہنے کی ہمت و جرأت عطا فرمائے۔ پاک سرزمین سے سود کی نحوست کا خاتمہ ہو اور یہ مملکت خداداد فی الواقع ایک مثالی اسلامی ریاست بن کر اقوام عالم کے لئے روشنی کا مینار بن جائے۔ (آمین)

قارئین نوٹ فرمالیں کہ "عید الاضحیٰ" کی تعطیلات کے باعث "ندائے خلافت" کا اگلا شمارہ شائع نہیں ہو سکے گا۔ (ادارہ)

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

۱۹۳۷ء کے انتخابات نے الگ مسلم ریاست کے تصور کو حقیقت کی طرف دھکیلا

قرارداد لاہور مولانا ظفر علی خان کو پیش کرنا تھی لیکن بنگال کے وزیر اعلیٰ اے کے فضل الحق نے پیش کی!

انڈین نیشنل کانگرس کا حجم بڑا' لیکن ظرف چھوٹا تھا

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء سے ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء تک!

مرزا ایوب بیگ' لاہور

پاکستان جمہوریت کے بطن سے پیدا ہوا' لہٰذا جمہوریت کو پاکستان کی ماں کی حیثیت حاصل ہے۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات نے اس حقیقت کو مثبت انداز میں درست تسلیم کیا جبکہ ۳۷-۱۹۳۶ء کے انتخابات نے منفی انداز میں الگ مسلم ریاست کے تصور کو حقیقت کی طرف دھکیلا۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات نے پاکستان کے راستے سے تمام رکاوٹیں دور کر دیں۔ یہ ایک سادہ سی حقیقت ہے اور وضاحت کی محتاج نہیں۔ جبکہ ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں کانگریس کے کلین سویپ نے مسلم لیگی زعماء کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ انہوں نے مسلم لیگ کو ڈرائنگ روم سے نکال کر عوامی سطح پر منظم کرنے کی کوششوں کا آغاز کیا۔ دوسری طرف کانگریس' جس کی جڑیں عوام میں موجود تھیں اور جو ایک منظم جماعت تھی لیکن اس کا حجم بڑا اور ظرف چھوٹا تھا' نے نہ صرف حکومت سازی میں مسلمانوں کو بالکل نظرانداز کیا بلکہ انتظامیہ کی سطح پر بھی بدترین سلوک کیا۔ مسلمانوں کو ہر قسم کے کاروباری مواقع سے محروم کر دیا گیا یعنی ہندو نے ثابت کر دیا کہ مسلمانوں کی سوچ سو فیصد درست ہے کہ انگریز کے رخصت ہونے کے بعد وہ متعصب اور ظالم حاکم ثابت ہو گا اور مسلمانانِ ہند کو عضوِ معطل بنا کر رکھ دے گا۔ ہندوؤں کے اس رویئے نے بہت سے ایسے مسلمانوں کو بھی مسلم لیگ کی راہ دکھائی جو کانگریس کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ کے سیاسی وجود کے قائل نہیں تھے۔ کانگریس نے گیارہ صوبائی حکومتوں کے ذریعے مسلمانوں کا جینا حرام کر دیا۔ قرارداد لاہور سے ایک سال قبل ۲۲/ مارچ ۱۹۳۹ء کو ہندوستان کی مرکزی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے محمد علی جناح جیسے تحمل مزاج اور شستہ گو انسان بھی سخت لہجہ میں گفتگو کرنے پر مجبور ہو گئے۔ محمد علی جناح نے کہا:

> "تمہاری تعداد سب سے زیادہ ہوا کرے۔ تم ترقی یافتہ اور تمہاری اقتصادیات مستحکم سہی اور تم سمجھا کرو کہ سروں کی گنتی ہی آخری فیصلہ ہے' لیکن میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ تم دونوں (ہندو اور انگریز) تنہا ہو یا دونوں متحد ہو پھر بھی ہماری روح کو اب فنا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تم اس تہذیب کو کبھی نہیں مٹا سکو گے' اس اسلامی تہذیب کو جو ہمارے اسلاف کی تہذیب ہے۔ ہمارا نورِ ایمان زندہ ہے' ہمیشہ زندہ رہا ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ بے شک تم ہمیں مغلوب کرو' ہم پر ظلم و ستم کرو' ہمارے ساتھ بدترین ظلم کرو' لیکن ہم ایک نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں اور ہم نے یہ سنگین فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر مرنا ہی ہے تو لڑتے لڑتے مریں گے۔

قرارداد لاہور پاس ہونے سے تین دن پہلے یعنی ۱۹/ مارچ کو لاہور میں نوگزے کے مزار کے قریب خاکساروں اور پولیس میں خونی تصادم ہوا جس میں بہت سے خاکسار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اس واقعہ نے اہل لاہور کے دل ہلا دیئے اور شہر میں سخت کشیدگی پیدا ہو گئی۔ لیکن اس کشیدگی نے ۲۳/ مارچ کے اجتماع کے جوش و خروش میں مزید اضافہ کر لیا۔ قرارداد لاہور مولانا ظفر علی خان کو پیش کرنی تھی لیکن عین وقت پر تبدیلی کر دی گئی اور قرارداد بنگال اے کے فضل الحق نے پیش کی۔ قرارداد کا اہم ترین حصہ یہ تھا:

> "کل ہند مسلم لیگ کے اجلاس کی متفقہ اور سوچی سمجھی رائے ہے کہ کوئی دستوری منصوبہ اس ملک میں قابل قبول نہیں ہو گا اور نہ ہی مسلمانوں کو قبول ہو گا جب تک وہ ذیل کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں مرتب نہ کی جائے' یعنی یہ کہ جغرافیائی طور پر متصلہ وحدتوں کی حلقہ بندی کی جائے اور ان کی حد بندی اس طرح سے علاقائی تغیر و تبدل' ترمیم اور اضافے کے ذریعے ہو جس کی فی الواقع ضرورت لاحق ہو اور یہ کہ وہ علاقے جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں ان کی اس طرح گروپ بندی کی جائے کہ ملحقہ وحدتیں اور خود مختار اور مقتدر ہوں۔"

محمد علی جناح نے بصیرت افروز خطاب فرمایا' آپ نے کہا:

> "اسلام اور ہندو دھرم محض مذاہب نہیں ہیں بلکہ در حقیقت دو مختلف معاشرتی نظام ہیں چنانچہ اس خواہش کو خواب و خیال ہی کہنا چاہئے کہ ہندو اور مسلم مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کر سکیں گے۔ یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے' نہ ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں۔ میں واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ ہندو اور مسلم دو مختلف تہذیبوں سے واسطہ رکھتے ہیں اور ان تہذیبوں کی بنیاد ایسے تصورات اور حقائق پر رکھی گئی ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں اور اکثر متصادم رہتے ہیں"۔

اگلی صبح ہندو پریس نے اسے قراردادِ پاکستان کا نام دیا جسے مسلمانانِ برصغیر نے فوری طور پر قبول کر لیا اور گلیاں محلے پاکستان کا مطلب کیا لا اِلٰہ اِلا اللہ کے نعروں سے گونجنے لگے۔ اس وقت برطانیہ میں لیبر پارٹی برسراقتدار تھی اور لارڈ ایٹلی وزیراعظم تھے جو قائداعظم سے ذاتی پرخاش رکھتے تھے۔ اس وقت تحریک پاکستان کی تاریخ لکھنا مقصود نہیں۔ یہ تحریک مختلف نشیب و فراز سے گزرتی ہوئی آخر ۱۴/ اگست ۴۷ء کو کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ عوام میں جوش تھا' ایثار اور قربانی کا جذبہ تھا۔ قیادت دیانت دار' مخلص اور پُرعزم تھی لہٰذا یہ مملکت خداداد وجود میں آئی اور اس سے بہتر حالت میں آئی جس کا ۲۳/ مارچ کی قرارداد میں مطالبہ کیا گیا تھا۔ اب آیئے اس کہانی کے ٹریجڈک حصے کی طرف ——— الاٹمنٹ کے لئے جھوٹے سچے حلفیہ بیانات اور حصول اقتدار کے لئے محلاتی سازشیں قائداعظم کی زندگی میں شروع ہو گئی تھیں تاہم لیاقت علی خان کی شہادت یعنی ۱۶/ اکتوبر ۱۹۵۱ء تک معاملات کسی نہ کسی طرح چلتے رہے۔ لیکن لیاقت علی خان کے شہید ہوتے ہی ملک میں سازشوں کا جال بچھا دیا گیا۔ خواجہ

(باقی صفحہ 9 پر)

تمام انبیاء کا دین ایک تھا لیکن شریعتیں اور منہاج مختلف تھے ○ ڈاکٹر اسرار احمد

اسلام کا غلبہ ہمارے حکمرانوں کے پیش نظر کبھی بھی نہیں رہا ○ حفیظ الرحمٰن احسن

حضورؐ کی سُنّت میں سفرِ طائف کی طرح پتھر کھائے بغیر انقلاب آنا ممکن نہیں ○ سید عتیق الرحمٰن گیلانی

اسلامی انقلاب کے لئے باطل نظام کا حصہ بنے بغیر تمام جائز مروجہ طریقوں کا استعمال منہاجِ محمدیؐ ہے ○ خورشید گیلانی

دینی جماعتیں پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے لئے اپنی تمام کاوشیں یکجا کردیں ○ ضیاء اللہ شاہ بخاری

محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے دینی جماعتوں کے اتحاد کی ضرورت کو بجا طور پر محسوس کیا ہے ○ مولانا محمد امجد خان

نفاذِ اسلام کی غرض سے ملک کا اقتدار ایک ماہ کے لئے دینی جماعتوں کے سپرد کردیا جائے ○ سلیم اللہ خان

منہاجِ محمدیؐ طے کرنے کے لئے دینی جماعتوں کے سربراہوں کی گول میز کانفرنس بلائی جائے ○ طاہر القادری

منہاجِ محمدیؐ کی اصطلاح سے لوگوں کا روشناس ہوجانا بھی خاصی بڑی کامیابی ہے ○ ڈاکٹر اسرار احمد

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام قرآن آڈیٹوریم لاہور میں ۲۱ مارچ ۹۹ء کو منعقد ہونے والی پانچویں اور آخری منہاجِ محمدیؐ کانفرنس کی روداد

رپورٹ : فرقان دانش خان

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام ''متحدہ اسلامی انقلابی محاذ'' کی تشکیل کے ضمن میں راولپنڈی' پشاور' فیصل آباد اور کراچی میں منہاجِ محمدیؐ کانفرنسوں کے انعقاد کے بعد پانچویں اور آخری کانفرنس ۲۱/ مارچ ۱۹۹۹ء کو قرآن آڈیٹوریم' لاہور میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کے انعقاد سے کئی دن پہلے قومی و مقامی اخبارات میں شرکاء کے ناموں کی فہرست کے ساتھ اشتہارات شائع کئے گئے۔ تاکہ عوام الناس کی ایک بڑی تعداد اس کانفرنس میں شرکت کرسکے۔ اس فہرست میں درج ذیل زعمائے ملت کے اسمائے گرامی شامل تھے :

(۱) مولانا عبدالستار خان نیازی (جمعیت علماءِ پاکستان)
(۲) مولانا محمد اجمل خان (جمعیت علماءِ اسلام)
(۳) ڈاکٹر علامہ طاہر القادری (منہاج القرآن)
(۴) سید عتیق الرحمٰن گیلانی (ادارہ اعلاءِ کلمۃ الحق)
(۵) جناب اسلم سلیمی (جماعت اسلامی)
(۶) جناب حفیظ الرحمٰن احسن (تحریک اسلامی)
(۷) مولانا ضیاء اللہ شاہ (جمعیت اہلحدیث)
(۸) صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی (تحریک احیاءِ اُمت)
(۹) علامہ ساجد علی نقوی (تحریک جعفریہ)

جناب اسلم سلیمی کی جانب سے معذرت موصول ہو جانے پر متوقع شرکاء کی تعداد آٹھ رہ گئی۔

بعد ازاں علامہ ساجد علی نقوی بھی اپنی کسی مصروفیت کے باعث کانفرنس میں تشریف نہ لاسکے۔

کانفرنس کے لئے ساڑھے نو بجے کا وقت دیا گیا تھا۔ لیکن لوگوں کی ایک بڑی تعداد وقت مقررہ سے پہلے ہی پہنچ گئی۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نو بج کر بیس منٹ پر ہال میں داخل ہوئے۔ ٹھیک ساڑھے نو بجے کانفرنس کا آغاز کردیا گیا' حالانکہ ابھی مقررین میں سے صرف ایک مہمان مقرر تشریف لائے تھے۔ تنظیم اسلامی حلقہ لاہور ڈویژن کے ناظم جناب عبدالرزاق قمر نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کرسیٔ صدارت سنبھالی تو قاری عبدالرزاق نے سورۃ الصف کی تلاوت سے کانفرنس کا آغاز کیا۔ اس دوران آڈیٹوریم کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ حتیٰ کہ ہال کی سیڑھیوں اور سٹیج کے نیچے ہموار جگہ پر دریاں بچھا کر لوگوں کو بٹھایا گیا اور قرآن آڈیٹوریم میں محاورتاً نہیں حقیقتاً تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ جن حضرات کو ہال میں جگہ نہ ملی ان کے لئے ہال سے باہر ٹی وی پر کانفرنس کی کارروائی دیکھنے کی سہولت موجود تھی۔

صدر محفل محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے افتتاحی خطاب میں کہا کہ قرآن حکیم کے واضح اشارات اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں یہ میرے ایمان کا حصہ ہے کہ قیامت سے پہلے کل روئے ارضی پر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظام قائم ہو گا۔ احادیث میں اس بات کے اشارے بھی موجود ہیں کہ جزیرہ نمائے عرب کے مشرق سے (بعض احادیث میں خراسان سے) اس کام کا آغاز ہو گا۔ یہ وہی علاقہ ہے جس میں ہم ہیں کیونکہ پہلے خراسان میں ایران و پاکستان کا کچھ حصہ اور افغانستان شامل تھے۔ مزید برآں کچھ واقعات و شواہد بھی ایسے موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہی علاقہ بالخصوص پاکستان اس عالمی غلبۂ اسلام میں اہم کردار ادا کرے گا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ختم نبوت کے بعد سب سے بڑا منصب مجددین ملت کا ہے' بعثت محمدیؐ کے بعد پہلے ہزار سال میں تمام مجددین عرب علاقوں میں پیدا ہوتے رہے' لیکن دوسرے ہزار سال سے مجددین کا سلسلہ سرزمین ہندوستان میں شروع ہوگیا۔ گویا عالم ارضی کا روحانی مرکز ثقل ہند میں منتقل ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت کے حق میں اگر کوئی تحریک چلی تو صرف اسی سرزمین ہند میں چلی۔ آزادیٔ ہند کی تحریک میں پوری دنیا میں اگر کہیں اسلام کا نام لیا گیا تو صرف ہندوستان میں لیا گیا۔ اور یوں اسلام کے نام پر قائم

منہاج محمدیؐ کانفرنس

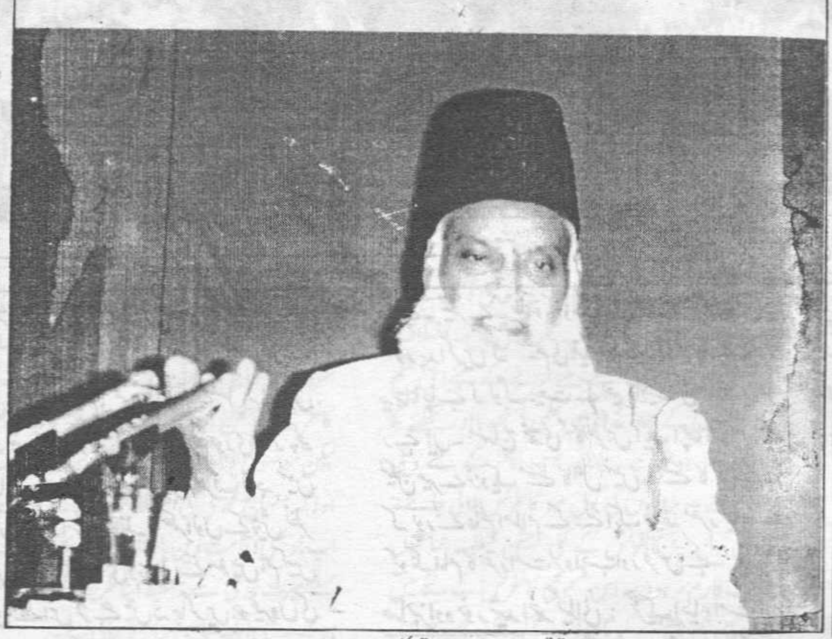

امیر تنظیم اسلامی، صدارتی کلمات ارشاد فرماتے ہوئے

ہونے والا واحد ملک پاکستان وجود میں آگیا۔ پھر اسی ملک میں قرارداد مقاصد منظور ہوئی جس میں طے کر دیا گیا کہ حاکمیت کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے ۔

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اِک وہی، باقی بتانِ آزری

مذکورہ بالا احادیث سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ پہلے جزیرہ نمائے عرب کے مشرق کے اس علاقے میں اسلامی نظام نافذ و قائم ہو گا جہاں سے عالمی غلبۂ دین کی راہ ہموار ہو گی۔ افغانستان اور ایران میں تو اس کے آثار ظاہر ہونے لگے ہیں جبکہ پاکستان میں بہت سی دینی جماعتیں اقامت دین کے لئے کوشاں ہیں جن میں تنظیم اسلامی بھی شامل ہے۔ تقریباً دو ماہ قبل مشیت ایزدی سے اچانک یہ خیال آیا کہ پاکستان میں جو دینی جماعتیں غلبۂ دین کے لئے کام کر رہی ہیں وہ اگر ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جائیں اور وہ انتخابی سیاست سے علیحدہ رہتے ہوئے کسی ایک منہاج پر متفق ہو کر جدوجہد کریں جو سنت نبوی ﷺ سے ماخوذ ہو تو دینی جماعتوں کی جدوجہد زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہے۔ ہم نے اخبارات میں دینی جماعتوں کو اس جانب متوجہ کرنے اور عوام کو Educate کرنے کے لئے اپنی اس تجویز کے حوالے سے دو اشتہارات شائع کئے جن پر لوگوں کے مثبت ردعمل سے اندازہ ہوا کہ وہ بھی یہی چاہتے ہیں۔ چنانچہ تنظیم اسلامی نے ملک بھر میں منہاجِ محمدیؐ کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا۔ آج اس سلسلے کی یہ آخری کانفرنس ہے۔

منہاج محمدیؐ کی تلاش کے پس منظر میں امام مالکؒ کا قول "لَا یَصْلُحُ آخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهٖ اَوَّلُهَا" یعنی "نہیں اصلاح ہو گی اُمت کے آخری حصے کی مگر اس طور پر جس طرح پہلے حصے کی ہوئی"۔ جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی ایک قول منقول ہے لیکن یہ ہماری بدقسمتی رہی ہے کہ بہت سی دینی جماعتوں نے پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کے لئے مروجہ طریقوں مثلاً الیکشن وغیرہ کا راستہ اپنا لیا۔ جس کے نتیجہ میں آج پچاس برس گزرنے کے باوجود ہم کچھ حاصل نہ کر پائے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام دینی جماعتیں متحد ہو کر کسی ایک منہاج پر متفق ہوں جو منہاج محمدیؐ سے ماخوذ ہو۔ جیسا کہ سورۃ المائدہ میں فرمایا گیا: ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا﴾ یعنی تمام انبیاء کا دین ایک تھا لیکن شریعتیں اور منہاج مختلف تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے منہاج سے ہمارے صوفیاء کا منہاج بہت مشابہ ہے کہ آپؑ نے جابجا توحید کے مراکز قائم کئے، ایک بیٹے کو ایک مقام پر اور دوسرے بیٹے کو دوسرے مقام پر دین کی خدمت کے لئے مقرر کر دیا۔ جبکہ منہاج موسوی بگڑی ہوئی مسلم قوم "بنی اسرائیل" کی روحانی، اخلاقی اور دینی اصلاح پر مبنی تھا۔ تاکہ ان میں روح دین اور حقیقی ایمان پیدا ہو۔ منہاج محمدیؐ یہ ہے کہ آپؐ نے لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ جنہوں نے آپؐ کی دعوت پر لبیک کہا، آپؐ نے ان کی تربیت کی، انہیں منظم کیا۔ اس دوران فدائیان کے لئے حکم تھا کہ اس راہ میں کوئی تکلیف بھی برداشت کرنی پڑے، اس کا جواب نہ دیا جائے۔ گویا حضورؐ کے ابتدائی دس سالوں کی جدوجہد کو چار مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے یعنی ① دعوت، ② تربیت، ③ تنظیم اور ④ صبر محض۔

ہجرت مدینہ کے بعد مناسب قوت اور Base فراہم ہونے پر چیلنج کا مرحلہ آیا جس کے نتیجے میں غزوات کی صورت میں مسلح تصادم ہوا اور اگلے دس برس میں اسلامی انقلاب مکمل ہو گیا۔ تاہم آج اس آخری مرحلے میں کچھ اجتہاد کی ضرورت ہے کیونکہ دونوں طرف مسلمان ہیں۔ اس لئے اب یہ تصادم غیر مسلح اور پرامن احتجاج کی صورت میں ہو گا۔ اس مرحلے میں picketing ہو گی کہ اب ہم یہ باطل نظام نہیں چلنے دیں گے خواہ ہماری جان ہی کیوں نہ چلی جائے لیکن کسی اور کی جان نہیں لیں گے۔ منہج انقلاب نبویؐ پر میری ایک مفصل کتاب موجود ہے اور الحمد للہ مجھے اس پر اطمینان حاصل ہے۔ لیکن اب یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ایک منہاج پر نفاذ اسلام کے لئے کام کرنے والی دینی جماعتیں متفق ہوں یہ کانفرنس اسی لئے بلائی گئی ہے۔ چنانچہ میں تمام دینی رہنماؤں سے امید رکھتا ہوں کہ وہ وقت کی پابندی کا خیال رکھتے ہوئے کانفرنس کے موضوع سے انصاف فرمائیں گے۔

<u>پروفیسر حفیظ الرحمٰن احسن</u> : سب سے پہلے تحریک اسلامی کے رہنما پروفیسر حفیظ الرحمٰن احسن کو دعوت خیال دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ آج کا یہ مبارک اجتماع ملی درد رکھنے والے اہل علم و نظر کا دو اہم امور پر تبادلۂ خیال کرنے کے لئے منعقد ہوا ہے۔ وہ دو امور یہ ہیں :

① منہاجِ نبویؐ برائے انقلاب کیا ہے؟
② متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کی تشکیل کی ضرورت اور عملی تقاضے کیا ہیں؟

میرے نزدیک ان اہم موضوعات کے لئے اس قسم کی کانفرنسیں کافی نہیں بلکہ ان امور کی جزئیات طے کرنے کے لئے اہل علم کی ورکشاپس منعقد کی جانی چاہئیں۔ کیونکہ اس وقت ملک میں کوئی جماعت ایسی موجود نہیں جو منہاج محمدیؐ کے مطابق اقامت دین کا کام کر رہی ہو۔ کہیں اس کے تقاضوں سے کوتاہی برتی گئی ہے تو کہیں نقطہ نظر واضح نہیں۔ کہیں اس مقصد کے لئے جس نظریاتی رسوخ، علمی

قرآن کالج آڈیٹوریم میں منہاجِ محمدیؐ کانفرنس کا ایک منظر: ڈاکٹر طاہر القادری، انجینئر سلیم اللہ، ضیاء اللہ شاہ بخاری، ...

...سی، سرفروشانہ جذبے کی ضرورت ہے اس کی کمی نظر
...تی ہے۔

دوسری طرف اسلام دشمن قوتیں مسلسل سازشوں
...ں مصروف ہیں اور عوام کو کچھ بے شعوری اور کچھ
...صادی مسائل ان سنجیدہ مسائل کی طرف توجہ نہیں
...نے دے رہی جبکہ اسلام کا غلبہ تو حکمرانوں کے پیش نظر
...جھی بھی نہیں رہا۔ چنانچہ پستی و زوال کے سفر میں ہم کہیں
...ت و تباہی کے اس گڑھے میں نہ جا گریں جو غیروں کی
...شی و اقتصادی غلامی کی طرف لے جاتا ہے۔ ان حالات
...ں ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل علم و نظر اس کانفرنس
...ے مقاصد پر توجہ مرکوز کریں اور اسلامی اتحاد کے قیام کے
...ے اساسات طے کریں۔ تحریک اسلامی ملی بقا کے تقاضوں
...حساس کرتے ہوئے اسلامی اتحاد کے قیام کی ضرورت کی
...ید کرتی ہے اور اپنا مکمل تعاون پیش کرنے کی یقین دہانی
...راتی ہے۔

...ید **عتیق الرحمٰن گیلانی** : ادارہ اعلاءِ کلمۃ الحق کے سید
...ق الرحمٰن گیلانی کا ساؤتھ وزیرستان کے ایک دینی
...نوادہ سے تعلق ہے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ
...ج انقلابِ نبویؐ ایک مختصر موضوع بھی ہے اور گہرائی بھی
...کھتا ہے۔ نبی اکرمؐ قرآن کی عملی شکل تھے۔ سب سے
...لے ہمیں ان کے اس عملی پہلو کو اختیار کرنا ہوگا ورنہ
...رے اعصاب پر ایک چھوٹی سی یہودی ریاست یونہی
...ار رہے گی۔ دوسرے اگر ہم یہ سمجھیں کہ طائف کی
...رح پتھر کھائے بغیر ہم لوگوں میں ایمان کی روح پیدا کر
...یں گے یعنی ہماری گدیاں سلامت رہیں، ہماری عزت پر
...ئی آنچ نہ آئے اور انقلاب آجائے گا تو یہ ممکن نہیں۔
...ں کے لئے ہمیں آنحضورﷺ کا یہ منہاج اپنانا ہوگا کہ
...گلیوں، بازاروں میں اس انداز میں دعوت دیں کہ لوگ
...یں مجنوں اور بے وقوف کہیں۔ افسوس آج ہم فقیہہ،
...دث، مفسر بننا چاہتے ہیں لیکن صاحب جنوں نہیں بننا

چاہتے۔ تیسرے یہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں میں یہ شعور پیدا کریں کہ تنظیم کی بنیاد بیعت پر ہونی چاہئے۔ اور یہ بتانا چاہئے کہ لوگ بیعت کے بغیر جاہلیت کی موت پر مر رہے ہیں۔ منہاجِ محمدیؐ کانفرنس ایک اچھا اقدام ہے لیکن میرے نزدیک مسئلے کا حل نہیں۔ مسئلے کا حل یہ ہے کہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک خلیفہ مقرر کیا جائے کیونکہ امام کا تقرر امت پر واجب اور فرض ہے۔

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی : تحریک احیاءِ امت کے سربراہ صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی نے شرکاء سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ منہاج محمدیؐ یہ ہے کہ نظام باطل سے مفاہمت نہ کی جائے اور اس نظام باطل کو بدلنے کے لئے وہ تمام مروجہ طریقے استعمال کئے جائیں جو حرام نہ ہوں یا ابلیسی ہتھکنڈے نہ ہوں۔ گزشتہ پچاس سالوں میں اگر دینی جماعتوں کی جدوجہد بے نتیجہ رہی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس باطل نظام کے ساتھ ایڈجسٹمنٹ کی روش اختیار کی۔ اگر یہ حضورﷺ کے منہاج کے مطابق اس نظام کا حصہ بنے بغیر تصادم کی راہ اپناتے تو آج بہتر نتیجہ سامنے آتا۔

جناب ضیاء اللہ شاہ بخاری : مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ ہم محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی اس تجویز سے بالکل متفق ہیں کہ دینی جماعتوں کو اقتدار کی کشمکش سے الگ ہو کر حکومت کو ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے مجبور کرنا چاہئے اور اگر یہی حکمران اسلامی شریعت نافذ کر کے نبیؐ سے اپنی وفاداری ثابت کر دیں تو جہاں ان کا پسینہ گرے گا، وہاں ہمارا خون گرے گا ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

اس لئے تمام دینی رہنماؤں سے میری یہ گزارش ہے کہ ہم حب جاہ سے چھٹکارا پا کر متحد ہوں اور کسی ایک شخص کے پیچھے چلنے کے لئے خود کو تیار کریں۔ جب تک ہم یہ احساس پیدا نہیں کر لیتے اللہ کے دست شفقت سے محروم رہیں گے اور ہمیں اللہ کی رحمت و برکت حاصل نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمارے ایک معتبر اور قابل احترام بزرگ کو خواب میں یہ بشارت ہوئی ہے کہ ان شاء اللہ العزیز پاکستان میں اسلامی نظام قائم ہو گا اور اس کام کے لئے جس کے ہاتھ میں پرچم ہو گا اس کا نام الف سے شروع ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ منہاجِ محمدیؐ یہی ہے کہ جس طرح آپؐ نے پہلے مدینہ منورہ میں ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست قائم کر کے دکھائی اور پھر لوگوں کو کہا کہ یہ نظام اختیار کر لو۔ اسی طرح ہمیں پاکستان میں "رحمت اللعالمینؐ نظام" لانا ہے۔ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کے لئے اپنی ساری کاوشیں یکجا کر دیں۔

مولانا محمد امجد خان : جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا محمد اجمل خان علالت کے باعث کانفرنس میں تشریف نہ لا سکے۔ ان کے صاحبزادے مولانا محمد امجد خان نے ان کی نمائندگی کی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ دینی جماعتوں کا اتحاد وقت کی اہم ترین ضرورت ہے جسے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے محسوس کیا کیونکہ آج پچاس برس گزرنے کے بعد پاکستان میں پھر یہ سوچ پیدا ہو رہی ہے کہ ہمارے مسائل کا حل اسلامی نظام کے بغیر ممکن نہیں۔ چنانچہ ہماری جماعت دین کے قیام کے لئے امیر تنظیم اسلامی کی اس تجویز سے اتفاق کرتی ہے کہ حکمرانوں پر دباؤ ڈالنے کے لئے متحد ہوا جائے۔ کیونکہ یہ وقت ملک و قوم کی تقدیر بنانے کا ہے اور اب تحریر و تقریر کی نہیں عمل کی ضرورت ہے۔ میں دینی قوتوں کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ آج قوم ذہنی طور پر انقلاب کے لئے تیار ہو چکی ہے اور پاکستانی عوام اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے دینی قائدین کے ساتھ ہیں۔

دوسری طرف سسکتی ہوئی دنیا بھی اسلام کے عادلانہ نظام کی منتظر ہے اور امریکہ اگر آج افغانستان سے خوفزدہ

بزادہ خورشید گیلانی، مولانا امجد خان اور پروفیسر حفیظ الرحمٰن احسن خطاب فرماتے ہوئے، ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہیں ہے

ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی سپر پاور ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے ہاں امن و امان قائم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ جبکہ افغانستان کے طالبان نے مادی اسباب و وسائل کے نہ ہوتے ہوئے بھی یہ کارنامہ کر کے دکھا دیا ہے۔ اس لئے اہل پاکستان کی ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے کہ ہم دنیا کو اپنے ملک میں اسلام کا نظامِ عدلِ اجتماعی قائم کر کے دکھائیں۔

انجینئر سلیم اللہ خان : جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا عبدالستار نیازی کی جگہ انجینئر سلیم اللہ خان کانفرنس میں تشریف لائے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت سے توقع رکھنا کہ وہ شریعت نافذ کر دے گی بالکل بعید از قیاس ہے۔ کیونکہ مولانا عبدالستار نیازی کی سربراہی میں نفاذ شریعت ورکنگ گروپ نے نفاذ شریعت اور انسداد سود کے معاملہ میں تمام کام مکمل کر دیا ہے۔ اب صرف اس کی تنفیذ کا مرحلہ باقی ہے جس سے انحراف کے باعث حکمرانوں کی منافقت مبرہن ہو چکی ہے۔ ہم ماضی میں بھی نفاذ دین کی ہر جدوجہد میں شامل ہوتے رہے ہیں۔ اب بھی ڈاکٹر اسرار صاحب کی دینی جماعتوں کے متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کی اس جدوجہد میں ان کے ساتھ ہیں۔ لیکن اس اتحاد کا ایجنڈا یہ ہونا چاہئے کہ ان حکمرانوں کو ہٹایا جائے اور ایک ماہ کے لئے اقتدار دینی جماعتوں کے حوالے کر دیا جائے۔ ان شاءاللہ ہم ایک ماہ میں سارے معاملات سیدھے رخ پر ڈال دیں گے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو بے شک ہمیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ چنانچہ اس کام کے لئے اب ہمیں میدان عمل میں نکل آنا چاہئے۔ کیونکہ ہماری جماعت نے حکومت پر اتمام حجت کر دیا ہے۔

علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری : ادارہ منہاج القرآن کے سربراہ اور معروف دینی سکالر پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ موجودہ باطل و استحصالی نظام کا خاتمہ کرنے کے لئے دینی جماعتوں کا اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ بات بھی خوش آئند ہے کہ نفاذ اسلام کی حد تک تمام مکاتب فکر متفق ہیں۔ اختلاف صرف طریقہ کار پر ہے، جسے طے کرنے کے لئے اس قسم کی کانفرنسوں کے بجائے خالص علمی، سنجیدہ اور تخلئے کا ماحول درکار ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کام کے لئے دینی جماعتوں کے سربراہوں کی گول میز کانفرنس بلائی جائے۔ خواہ اس گول میز کانفرنس کے کئی سیشن مختلف جماعتوں کے پلیٹ فارم پر ہوں۔ اس قسم کی کانفرنس کے لئے میں اپنی میزبانی کی پیشکش کرتا ہوں۔ تاکہ ملک میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے متفقہ لائحہ عمل اختیار کیا جا سکے۔

جہاں تک آج کی کانفرنس کے موضوع کا تعلق ہے میں انجینئر سلیم اللہ خان کی تجویز کی تائید کر رہا ہوں کہ دینی جماعتوں کو ایک ماہ کے لئے اقتدار دے دیا جائے کیونکہ انبیاء کا منہاج یہ نہیں رہا کہ انہوں نے مقتدر قوتوں سے مطالبہ کیا ہو کہ وہ دین قائم کریں بلکہ خود اقتدار حاصل کر کے دین کا نفاذ کیا ہے۔ چنانچہ میں منہاج محمدیؐ کے ضمن میں صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس نظام کو نافذ کرنے والے باطل نظام کا حصہ بنے بغیر جائز مروجہ طریقوں پر عمل پیرا ہو کر باطل قوتوں سے اقتدار چھین لیں۔

امیر تنظیم کا صدارتی خطبہ : آخر میں جناب ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ کسی نظام کا حصہ بن کر ہم اس نظام کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ جبکہ کئی دینی جماعتوں نے ملک میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے منہاج محمدیؐ پر عمل پیرا ہونے کے بجائے پاور پالیٹکس کا راستہ اختیار کر کے اپنی منزل کھوٹی کر لی۔ چنانچہ اب بھی وقت ہے کہ دینی جماعتیں الیکشن کی سیاست سے الگ ہو کر منہاج محمدیؐ پر عمل کریں تاکہ ملک کو اسلامی نظامِ عدل کا گہوارہ بنایا جائے۔ اسی جدوجہد کے لئے منہاج محمدیؐ سے ماخوذ متفقہ لائحہ عمل طے کرنے کی غرض سے ہم نے ان کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا تھا جو بحمد اللہ آج تکمیل کو پہنچا ہے۔ ہماری یہ کانفرنسیں بعض اعتبارات سے بہت کامیاب رہی ہیں لیکن موضوع پر بہت کم گفتگو ہوئی ہے۔ البتہ ایک فائدہ یہ ہوا کہ منہاجِ محمدیؐ کی اصطلاح لوگوں کے سامنے آگئی اور اب جو بھی اقامت دین یا نفاذ شریعت کا کام کرے گا اسے پہلے سیرت نبویؐ سے مستنبط اپنا طریقہ کار واضح طور پر بتانا ہو گا۔ یہ بھی ایک خاصی بڑی کامیابی ہے۔

متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کے قیام کے لئے یہ اصول ہمارے پیش نظر ہیں کہ یہ صرف دینی جماعتوں کا اتحاد ہو گا، دینی جدوجہد کے حوالے سے ملک کے اہم اور نمایاں افراد کے مشوروں پر غور تو ہو گا، لیکن وہ انفرادی حیثیت میں اتحاد میں شامل ہوں گے، بطور جماعت ان کا شمار نہیں ہو گا۔ جماعتیں وہی ہوں گی جن کا ڈھانچہ پورے ملک میں پھیلا ہو۔ اتحاد کے قیام کے بعد اگر کوئی جماعت اس میں شامل ہونا چاہے گی تو تمام جماعتوں کا consensus (اتفاق رائے) ہونا ضروری ہو گا۔ اسی طرح اس اتحاد کے تمام امور اتفاق رائے سے طے کئے جائیں گے۔ اور یہ اتحاد پاور پالیٹکس سے الگ رہتے ہوئے ملک میں اسلامی انقلاب کے لئے کام کرے گا۔ تاہم جب تصادم کا مرحلہ آئے گا تو پھر ایک شخص کے ہاتھ پر سمع و طاعت فی المعروف کی بیعت کرنا ہو گی۔

میں تمام علمائے کرام، زعمائے ملت اور حاضرین کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور سیرت نبویؐ سے اسلامی انقلاب کے اصول اخذ کرنے کے لئے علامہ طاہر القادری کی گول میز کانفرنس کی تجویز کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ پروفیسر طاہر القادری جب بھی اس کام کے لئے دعوت دیں گے، تنظیم اسلامی سب سے پہلے ان کی دعوت پر لبیک کہے گی۔

”متحدہ اسلامی انقلابی محاذ“ کیا اور کیوں؟

مرزا ندیم بیگ

پاکستان کی پچاس سالہ سیاسی تاریخ میں بے شمار اتحاد بنے اور انہوں نے تعمیر کی بجائے ہمیشہ تخریب کو فروغ دیا لہٰذا میں اتحادی سیاست کا قائل نہیں۔ ان تاثرات کا اظہار میرے ایک صحافی دوست نے تنظیم اسلامی پاکستان کی جانب سے متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کی تشکیل کے ضمن میں ہونے والی کوشش کے بارے میں کیا۔ میں نے ان سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ واقعی پاکستان کی تاریخ میں بے شمار اتحاد بنے اور ٹوٹے اور ان میں سے اکثر کے ذریعے تعمیر ہونے کی بجائے تخریب نے ہی جنم لیا مگر متحدہ اسلامی انقلابی محاذ سابقہ اتحادوں سے کئی اعتبار سے مختلف ہے۔ سب سے پہلے یہ کہ یہ اتحاد صرف دینی جماعتوں کا ہی اتحاد ہوگا جبکہ ماضی میں کئی اتحاد اسلام کے نام پر بنے مگر ان میں سیکولر عناصر بھی شامل رہے جس کی سب سے بڑی مثال ۷۷ء میں بننے والا قومی اتحاد ہے جس کا اولین مقصد ملک میں نظامِ مصطفیٰ کا قیام تھا مگر اس میں تحریک استقلال' پاکستان جمہوری پارٹی' عوامی نیشنل پارٹی وغیرہ شامل تھیں جن کے پیش نظر کبھی بھی یہ مقصد نہیں رہا۔ درحقیقت اس اتحاد کی بنیاد بھٹو حکومت کا خاتمہ تھی یہی وجہ ہے کہ بھٹو صاحب سیاسی منظر سے ہٹے تو یہ اتحاد ختم ہوگیا۔

پھر یہ کہ متحدہ اسلامی انقلابی محاذ' انتخابی کشاکش سے علیحدہ رہتے ہوئے حکومت کو پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لئے مجبور کرنے کی ایک کوشش ہوگی۔ اگر موجودہ حکمران یہ فریضہ سرانجام دے دیں تو ٹھیک ورنہ ہم منہاج محمدیؐ پر ملک میں اسلامی انقلاب کے لئے پہلے سے کوشاں ہیں اور آئندہ بھی ان شاء اللہ رہیں گے۔ جبکہ ماضی میں دو اتحاد ایسے بھی ہیں جو تخریب کی بجائے تعمیر کا باعث بنے جن میں اولاً قرارداد مقاصد کی منظوری کیلئے قائم ہونے والا اور ثانیاً ختم نبوت تحریک میں قادیانیوں کی اقلیت کے مسئلے پر دینی جماعتوں کا اتحاد' ان کامیابیوں کی وجہ انتخابی سیاست سے علیحدہ رہنا تھا یہی وجہ ہے کہ حکومت ان مطالبات کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوئی۔

”کیا انتخابی سیاست حرام ہے جو اس کو اختیار نہیں کرنا“۔ میرے دوست نے دوسرا سوال کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ کسی طریقہ کے حرام کا فتویٰ دینے کا میں اختیار نہیں رکھتا مگر ہمارے ملک کی پچاس سالہ تاریخ اس حقیقت کی غماز ہے کہ انتخابی سیاست نے ہمیں اپنے نصب العین سے دور ہی کیا ہے اور انتخابات ہمیشہ کسی نظام کو چلانے کے لئے تو کارگر ہوسکتے ہیں لیکن نظام بدلنے کے لئے کسی طور پر کارگر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر دینی جماعتیں اس طریق کو اختیار کرنے کی وجہ سے اپنی منزل سے قریب ہونے کی بجائے دور ہی ہوئی ہیں۔ لہٰذا تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ نظام بدلنے کے لئے انقلابی جدوجہد کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

”انقلابی جماعتیں تو کبھی فرسودہ نظام کے آلہ کاروں سے مفاہمت نہیں کرتیں اور نہ کبھی مطالبات پیش کرتی ہیں پھر آپ دوہری پالیسی کیوں اپنائے ہوئے ہیں؟“ صحافی دوست نے مزید ایک سوال جڑ دیا۔ میں نے عرض کیا کہ ہم

موجودہ نظام میں حکمرانوں سے مفاہمت کی بات نہیں کر رہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کا حکمران طبقہ مسلمان ہے لہٰذا اس بنا پر وہ بھی ہماری دعوت کا ٹارگٹ ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ اسی بنا پر ہم ان سے ملک میں اقامت دین کا مطالبہ کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

قارئین! یہی مقصد میری دانست میں تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام ہونے والی متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کی کوشش کا ہے۔ اس محاذ کو محض نعروں یا صرف کسی کو کندھا دے کر اقتدار پر بٹھانے یا کسی کی ٹانگ کھینچ کر اقتدار سے محروم کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد ملک خداداد کے سرطان زدہ معاشرے کا اللہ کے دین کے نفاذ سے علاج کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ضمن میں ہونے والی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین!!

دعائے مغفرت و صحت یابی

☆ پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں ندائے خلافت کے مستقل قاری عنصر محمود اوران کی ہمشیرہ ایک کار حادثہ میں جاں بحق ہو گئے ہیں۔ موصوف کی والدہ کا بھی اسی روز ہسپتال میں انتقال ہو گیا تھا۔ قارئین سے ان مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆ پھالیہ میں ”میثاق“ کے مستقل قاری ڈاکٹر محمد عنایت ساجد ڈاکوؤں کے حملے میں شدید زخمی ہونے کے بعد بغرضِ علاج جنرل ہسپتال کمرہ نمبر۱۹ میں داخل ہیں۔ قارئین سے موصوف کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

آئندہ مبتدی وملتزم تربیت گاہ کا انعقاد

اِن شاء اللہ 11/ اپریل سے

دفتر تنظیم اسلامی اسلام آباد میں ہوگا

پریس ریلیز

سی ٹی بی ٹی پر دستخط پاکستان ہی نہیں ملت اسلامیہ کی امانت' خداداد ایٹمی صلاحیت پر سودے بازی کے مترادف ہے

امیر تنظیم اسلامی کے ۱۹/ مارچ کے خطاب جمعہ کا پریس ریلیز

پاکستان کے قیام کا اصل مقصد مثالی اسلامی ریاست کا قیام تھا مگر اس سے انحراف کی وجہ سے پاکستانی قوم کی مثال آج ایسے مسافر کی ہو چکی ہے جس نے اپنا رخ منزل کی بجائے دوسری سمت میں کر رکھا ہو۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر اسرار احمد نے مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں خطبہ جمعہ میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ملک کی تقدیر کے مالک وہ مختار وہ لوگ بنے ہوئے ہیں جنہیں ملک وملت کے مفادات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وفاقی وزیر خارجہ سرتاج عزیز کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وفاقی وزیر کا یہ کہنا کہ ہم بغیر کسی دباؤ کے دستخط کر رہے ہیں حقائق کا منہ چڑانے اور خود فریبی کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنا پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کی امانت' خداداد ایٹمی صلاحیت پر سودے بازی کے مترادف ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے آزاد کشمیر کے سینئر وزیر کی جانب سے اسرائیل کو تسلیم کرنے کے مشورہ پر اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے کا مشورہ شکست خوردہ ذہنیت کا مظہر ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر تمام عرب ممالک اسرائیل کو تسلیم کرلیں تب بھی پاکستان کو ہرگز اسرائیل کو تسلیم نہیں کرنا چاہئے۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ اس امر کے مضبوط شواہد موجود ہیں کہ پاکستان اور افغانستان کی سرزمین کو اسلام کے عالمی غلبہ کا نقطہ آغاز ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔ پاکستان ہی وہ واحد اسلامی ملک ہے جو عہد حاضر کے جدید تقاضوں کے مطابق مثالی اسلامی ریاست کے تمام تقاضے پورے کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ”منہاج محمدیؐ“ اختیار کئے بغیر غلبہ دین کی جدوجہد کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔ باطل اور طاغوتی نظام کو ختم کرنے کی جدوجہد میں حصہ لئے بغیر ایمان کا دعویٰ خود فریبی کا مظہر ہے۔ انہوں نے کہا کہ طاغوتی نظام کا خاتمہ اور دین کی سربلندی کی کوشش ایمان کا لازمی تقاضا ہے جسے پورا کرنے کے لئے کسی ایسی انقلابی جماعت میں شمولیت ناگزیر دینی فریضہ ہے' جس کا نصب العین اللہ کے دین کو غالب اور سربلند کرنا ہو۔ انہوں نے کہا کہ دین چند عبادات اور رسومات کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی اور ایک مکمل نظام حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔ طالبان حکومت اور شمالی اتحاد کے درمیان اشک آباد میں ہونے والے حالیہ معاہدے کے بارے میں ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ یہ معاہدہ اگر ایک پہلو سے خوش آئند ہے تو دوسرے پہلو سے باعث رنج بھی ہے۔ طالبان حکومت کو چاہئے کہ وہ ہر قسم کے عالمی دباؤ کو مسترد کر کے افغانستان کو جدید اسلامی ریاست کا نمونہ بنائیں اس کے لئے منتخب پارلیمنٹ اور آزاد عدلیہ کا قیام ناگزیر ہے۔ انہوں نے کہا کہ شمالی اتحاد کو افغانستان کی حکومت میں نمائندگی دینے کی تجویز طالبان کی ساکھ کو دھچکا لگنے کا شدید اندیشہ ہے۔

بقیہ : تجزیہ

ناظم الدین' جو قائداعظم کی وفات کے بعد گورنر جنرل بنے تھے' سول بیوروکریسی نے سازش کے تحت انہیں وزارت عظمٰی کا قلمدان سنبھالنے پر آمادہ کرلیا۔ کسی بیوروکریٹ کا وزیراعظم بننا چونکہ ممکن نہیں تھا لہٰذا بڑی خوبصورتی سے زیادہ بااختیار ہونے کا جھانسہ دے کر سادہ لوح خواجہ ناظم الدین کو شیشے میں اتار لیا گیا اور گورنر جنرل کے عہدے پر ایک بیوروکریٹ غلام محمد قابض ہوگیا۔

یہ شخص چونکہ پاکستان کے سیاہ و سفید کا مالک بننے کی خواہش رکھتا تھا لہٰذا آہستہ آہستہ اس اونٹ نے بدو کو خیمے سے باہر نکال دیا۔ سپیکر قومی اسمبلی مولوی تمیزالدین نے کورٹ میں رٹ کی تھی لیکن جسٹس منیر نے عدلیہ کی عزت و وقار کو اقتدار کی دیوی کی بھینٹ چڑھا دیا۔ گورنر جنرل غلام محمد نے امریکہ میں پاکستان کے سفیر محمد علی بوگرہ کو بیک جنبش قلم وزیراعظم پاکستان بنا دیا۔ آیئے ماتم کریں جمہوریت کے بطن سے پیدا ہونے والے پاکستان کی قومی اسمبلی کا' جس کی اکثریت چند دن پہلے خواجہ ناظم الدین کی پشت پر تھی۔ بوگرہ کی پاکستان آمد سے پہلے پہلے وہ گورنر جنرل کے اس نامزد شخص کو اپنا قائد تسلیم کرچکی تھی۔ بوگرہ بھی شاہانہ انداز سے برطرف کئے گئے اور چوہدری محمد علی کو وزیراعظم نامزد کردیا گیا۔ اس طرح وزارت عظمٰی اور گورنری دونوں بیوروکریسی کی جھولی میں یکجا ہوگئیں۔ چوہدری محمد علی اگرچہ ایک بیوروکریٹ تھے اور اپنی سرکاری ذمہ داریوں کے حوالے سے اکاؤنٹس کے شعبہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن ایک صالح اور نیک انسان تھے۔ انہی کی ترغیب پر قائداعظم نے مرکز میں مشترکہ حکومت سازی پر رضامندی کا اظہار کیا تھا اور صرف وزارت خزانہ کا مطالبہ کیا تھا اور چند ماہ میں مشترکہ حکومت کو صرف اس واحد وزارت کے بل پر مفلوج کردیا تھا۔ چوہدری صاحب نے اپنی پرخلوص اور دیانتدارانہ جدوجہد سے چند ماہ میں دستور تیار کیا اور مرکزی اسمبلی سے اس کی منظوری حاصل کی۔ یہ پاکستان کا پہلا آئین تھا جو قیام پاکستان کے آٹھ سال سات ماہ اور نو دن کے بعد بن سکا۔ ۲۳/مارچ ۱۹۵۶ء کو قومی اسمبلی نے اس کی منظوری دی۔ پاکستان تاج برطانیہ کی آئینی سرپرستی سے فارغ ہوا۔

گورنر جنرل میجر جنرل (ر) سکندر مرزا نے نئے آئین کے تحت پہلے صدر پاکستان کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ نئے آئین میں پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔ اس آئین کے تحت پاکستان کا طرز حکومت وفاقی پارلیمانی قرار دیا گیا۔ اس روز چونکہ پاکستان تاج برطانیہ سے آئینی طور پر بھی الگ ہوگیا تھا لہٰذا اس کو یوم جمہوریہ قرار دیا گیا۔ اس آئین نے صرف ۲ سال چھ ماہ اور چودہ دن عمر پائی۔ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ایوب خان نے دستور اور جمہوریت دونوں کی بساط لپیٹ دی۔ ۱۹۵۷ء اور ۵۸ء میں ۲۳/مارچ کا دن بطور یوم جمہوریہ منایا گیا لیکن بعد ازاں چونکہ جمہوریت ہی نہ رہی اور دستور کا خاتمہ کر کے اسمبلیاں توڑ دی گئیں۔ یہ دن ۲۳/مارچ ۱۹۴۰ء کے حوالے سے اور یوم پاکستان کے نام سے منایا جانے لگا۔ سوال یہ ہے کہ ۲۳/مارچ اگر یوم پاکستان ہے تو ۱۴/اگست کیا ہے؟ آج ہماری عوام کا حال یہ ہے کہ انہیں غرض ہے' چھٹی سے ڈھول تماشے اور ٹیلی ویژن پر رنگا رنگ پروگراموں سے' چاہے یہ سب کچھ کسی بہانے سے ہو۔ ہماری حکومتوں نے عوام کو میلوں' ٹھیلوں میں مصروف رکھنے میں ہمیشہ اپنی عافیت سمجھی۔ لہٰذا مارشل لائی صدر ایوب خان نے اس جگہ جہاں قرارداد منظور ہوئی تھی عوامی پوجاپاٹ کے لئے ایک بت کھڑا کردیا۔ ہر سال اب یہاں چراغاں ہوتا ہے' شمعیں روشن کی جاتی ہیں' آتش بازی (جو قانوناً جرم ہے) کا خوبصورت مظاہرہ کیا جاتا ہے' ملی نغمے لہک لہک کر گائے جاتے ہیں۔ ہمارے کانوں میں کسی نے پھونک دیا ہے کہ ایسا کرنے سے تم ترقی یافتہ اقوام کی صف میں کھڑے ہو جاؤ گے۔ رات کو ریڈیو ٹیلی ویژن سے دنیا کو بنا دیا جاتا ہے۔ یوم پاکستان بڑی عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الااللہ نظروں سے او جھل اور ذہنوں سے کھرچا جاچکا ہے۔ قرارداد مقاصد ہمارے آئین کا حصہ ہے لیکن اس کے الفاظ اپنے معنی کھوچکے ہیں۔

اسلامی انقلاب کے لئے باہمی اتحاد و اتفاق کی بنیادی ضرورت!

روزنامہ "عوام" فیصل آباد کا ۱۸/مارچ کا اداریہ

حمید پیلس فیصل آباد میں تنظیم اسلامی غربی پنجاب کے زیر اہتمام منہاجِ محمدی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ متحد ہوئے بغیر ملک میں اسلامی انقلاب برپا نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام اور کفر کے مابین مفاہمت نہیں ہوسکتی اور ہم سب مل جل کر ہی بہتر نتائج حاصل کرسکتے ہیں۔

وہ ملک جہاں ہم سانس لے رہے ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں بلا شک و ریب دین اسلام کے نام پر ہی حاصل کیا گیا تھا اور اس مقصد کے لئے برصغیر کے مسلمانوں نے جو قربانیاں دیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں بلکہ یہ قربانیاں تاریخ عالم خاص طور پر تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہیں۔ اس ملک کے حصول کے دیگر عوامل بھی تھے مگر اسلام کے عملی نفاذ کے لئے الگ خطہ ارضی کی موجودگی اور دستیابی برصغیر کے رہنے والے مسلمانوں کا ایک خواب تھا جو طویل اور پرخار راستے طے کرنے کے بعد ۱۹۴۷ء میں بار آور اور باتعبیر ہوا۔ سات سمندر پار سے آئے ہوئے غاصب فرنگیوں کے ظلم و ستم اور مقامی ہندوؤں کی عیاریوں کا مسلسل نشانہ بننے والے مسلمانوں نے ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کو سکھ کا سانس لیا۔ وہ بہت پرامید تھے کہ انہیں اس الگ مسلم مملکت میں وہ تمام حقوق مل جائیں گے جن سے انہیں اس وقت تک محروم رکھا گیا تھا۔ اس میں بہت کچھ دخل انگریزوں کی اس سوچ اور خدشہ کو بھی تھا جو بجاطور پر سمجھتے تھے کہ ہم نے حکومت چونکہ مسلمانوں سے چھینی ہے اس لئے یہ حکومت ہم سے اگر کوئی واپس لینے کی ہمت سب سے پہلے کرے گا تو وہ صرف اور صرف مسلمان ہوگا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے اندر کے خوف کو دور کرنے کے لئے مسلمانوں کو ان کے حقوق سے نہ صرف محروم رکھا بلکہ الٹا انہیں دباتے رہے اور زندگی کے ہر ہر میدان میں پیچھے رکھنے کی غیر منصفانہ اور سرتاسر جانبدارانہ پالیسی پر عمل کرتے رہے۔ بدقسمتی سے انہیں اس معاملے میں عیار ہندوؤں کا تعاون بھی میسر آگیا۔ ہندو جن کے ساتھ مسلمان صدیوں سے رہ رہے تھے مگر اپنے متعصب ذہن کی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں کو دل سے قبول نہیں کیا تھا بلکہ وہ مسلمان حکمرانوں کے لئے طرح طرح کے مسائل کھڑے کرتے رہتے تھے۔ ان کے مذہبی' سیاسی' سماجی اور بنیادی حقوق اور جذبات پر پہرے بٹھائے جاتے رہے۔ جس کا نتیجہ تحریک آزادی پر آمادگی کی صورت میں نکلا اور اہل اسلام طاغوتی اور شیطانی قوتوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ وہ اپنے لئے اکثریتی بنیاد پر الگ خطہ ارضی حاصل کر کے وہاں اسلام کا جھنڈا بلند تر کرسکیں۔ اسلام جو اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور جس کے داعی پیغمبر آخرالزمان محبوب رب کائنات حضرت محمد ﷺ ہیں' ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کے بعد اب تک ۵۲ سال گزر چکے ہیں مگر یہاں حسب وعدہ حکمرانوں نے اسلام کے عملی نفاذ کے لئے حوصلہ افزاء اور کماحقہ' پیش رفت نہیں کی۔ آج بھی یہ محض ایک نعرہ ہے۔ بعض معاملات میں حکومت مخلص دکھائی نہیں دیتی اور بیشتر معاملات میں اپوزیشن اس کا ساتھ دینے کو تیار نہیں۔ انتشار و اتفاق اور یکجہتی اور یکسو ہو کر آگے بڑھنے ہی سے متعینہ اہداف تک پہنچا جاسکتا ہے محض نعرے لگانے اور باتیں بنانے سے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ جو قومیں اپنے اغراض و مقاصد سے منحرف ہو جایا کرتی ہیں اور محض وقت گزاری کو شیوہ بنالیتی ہیں' مصلحتوں کا شکار ہو جایا کرتی ہیں وہ قومیں زندگی کی دوڑ میں دوسری قوموں سے بہت پیچھے رہ جاتی ہیں۔ اس کی ایک نمایاں مثال خود پاکستانی قوم ہے جس نے دین اسلام کے نام پر ایک الگ مملکت حاصل کی مگر برسوں گزر جانے کے باوصف منزل سے ابھی کوسوں دور ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے بجاطور پر اس کے لئے تیر بہدف نسخہ تجویز کیا ہے اور وہ ہے باہمی اتحاد و اتفاق کا نسخہ۔ اس سلسلہ میں جہاں حکومت کو فضا ہموار کرنی چاہئے وہاں چھوٹی بڑی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو بھی اپنے فروعی اختلافات بھلا کر وسیع تر ملی و قومی مفاد میں مثالی اتحاد و اتفاق کو پروان چڑھانا ہوگا۔ اس لئے کہ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ حکومت اگر شریعت کے نفاذ کے سلسلہ میں بعض اقدامات کا ارادہ رکھتی ہے تو یہ سیاسی سے بڑھ کر دینی جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ اس ضمن میں اس کی معاونت کریں اور بجائے روڑے اٹکانے کے ایسے کام کریں جس سے ہم من حیث القوم آگے بڑھ سکیں اور مقاصد کا حصول ہمارا مقدر بن سکے جو ہمارے بزرگوں نے تحریک پاکستان کے دوران میں متعین اور طے کئے تھے۔

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

ناظم حلقہ شمالی پنجاب کا دورہ
میانہ ٹھمبل، گوجر خان

میانہ ٹھمبل تحصیل گوجر خان کے قصبے دولتالہ سے ملحقہ گاؤں ہے۔ راقم بسلسلہ ملازمت ابوظہبی میں مقیم ہے اور وہیں تنظیمی امور بھی سرانجام دیتا ہے جب بھی پاکستان آنا ہوتا ہے تو یہاں پر اپنے گاؤں میں درس و تدریس بھی جاری رہتا ہے۔ اس مرتبہ اللہ رب العزت نے پاکستان میں ۶ ماہ کی لمبی چھٹی گزارنے کا موقع فراہم کیا۔

ہمارے گاؤں کی جامع مسجد اسی طرح بغیر امام کے تھی جس طرح بدنصیب اُمت مسلمہ بغیر امام اور خلیفہ کے ہے۔

راقم نے سب سے پہلے مسجد میں پنج گانہ نماز باجماعت کا اہتمام کیا اور جمعہ پڑھانے کی ذمہ داری بھی اپنے ذمہ لی۔ کراچی میں منعقدہ سالانہ اجتماع سے واپسی کے بعد روزانہ بعد نماز مغرب درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ بعد ازاں رمضان المبارک کا رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ شروع ہو گیا تو یہ پروگرام نماز فجر کے بعد کر دیا گیا۔ نوجوانوں نے دلچسپی کے ساتھ اس پروگرام میں شرکت کی۔ نماز تراویح کے بعد تجوید القرآن کا ایک حلقہ بھی قائم کیا گیا۔ نقیب اُسرہ گوجر خان محمد مشتاق صاحب درس قرآن اور خطاب جمعہ کے لئے تشریف لائے۔ لوگوں نے عوامی انداز کا حامل درس قرآن بہت پسند کیا۔ پانچ اپریل بروز جمعۃ المبارک ناظم حلقہ شمالی پنجاب جناب شمس الحق اعوان اور نائب ناظم جناب محمد طفیل گوندل تشریف لائے۔

ناظم حلقہ نے خطاب جمعہ میں سورۂ حم السجدہ کی آیات کے حوالے سے فکر آخرت کو واضح کیا۔ اُمت مسلمہ کا خاص امتیاز دعوت خیر، امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر کا نبوی فریضہ ہے۔ جو بدقسمتی سے آج ہم بھلا بیٹھے ہیں اور زمانے میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی اصلیت کو پہچانیں

ع

اپنی خودی پہچان او غافل مسلمان

نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد کھانے کا اہتمام بھی تھا جس میں گاؤں کے تقریباً ۱۵ نوجوان بھی مدعو تھے۔ ان کے ساتھ ناظم حلقہ کی خصوصی نشست ہوئی۔ ناظم حلقہ نے فرائض دینی کا جامع تصور اور منہج انقلابِ نبوی ﷺ کو واضح کیا۔ بعد ازاں سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ (رپورٹ: ابرار احمد)

میرپور، آزاد کشمیر میں شب بسری پروگرام

مملکت خداداد پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا۔ ہمارے اسلاف نے جان و مال اور عزت و آبرو کی قربانی دے کر نفاذ اسلام کے لئے یہ خطہ حاصل کیا تھا۔ قیامِ پاکستان کے وقت بظاہر حالات اس قدر خراب تھے کہ پاکستان کا بن جانا ایک معجزے سے کم نہ تھا، لیکن اس میں ہم ابھی تک اسلام نافذ نہیں کر سکے۔ لہٰذا یہاں اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد ہمارا دینی فریضہ ہے۔ اللہ کا دین غلبہ چاہتا ہے اس لئے کہ جب دین مغلوب ہوتا ہے تو وہ دین نہیں رہتا۔ سورۃ الصف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے"۔ ایک شخص جسے حضور ﷺ سے محبت کا دعویٰ ہے اس کے سامنے حضور ﷺ کے دین کو پامال کیا جا رہا ہو اور وہ خاموش تماشائی بنا رہے۔ حدیث نبویؐ کی رو سے غیرت ایمانی تقاضا کرتی ہے کہ باطل نظام کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پنجہ آزمائی کی جائے۔ اس وقت اقتصادی نظام سودی اور سیاسی نظام مغربی جمہوری اقدار کا حامل ہے جس میں اللہ کی حکمرانی کے بجائے عوام کی حکمرانی کا تصور ہے۔ معاشرتی نظام میں ذات پات کی تقسیم اور ہندووانہ رسومات داخل ہیں۔ گویا ہم علامہ اقبال کے اس شعر کی عملی تصویر بنے ہوئے ہیں:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ہر فرد کو سستا اور فوری انصاف مہیا کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس میں سربراہ حاکم نہیں بلکہ عوام کا خادم ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے **"سید القوم خادمھم"** حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کس طرح لوگوں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے تھے، اسی ذمہ داری کی وجہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ گھاس کا تنکا اٹھا کر کہتے ہیں میں یہ تنکا ہوتا جس سے کوئی حساب نہ لیا جائے گا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ دریائے فرات کے کنارے اگر ایک کتا بھی پیاسا مر گیا تو اس کی باز پرس عمرؓ سے ہو گی۔ موجودہ غیر اسلامی نظام میں قانون، ہتھکڑیاں، ایف آئی آر، ریمانڈ، تفتیش اور ملاحظے ہیں۔ اس میں تعزیریں، ساعتیں، پیشیاں، سمن اور روبکاریں ہیں لیکن اگر نہیں ہے تو انصاف نہیں۔

یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ ہمیں یہ اقرار کرنے میں کوئی باک نہیں کہ غیر اسلامی نظام مر چکا ہے، اس کی نبض رک گئی ہے، اس کا دل ٹھہر چکا ہے۔ جب کسی مریض کی یہ کیفیت ہو جائے تو کوئی ماہر سے ماہر طبیب بھی کارگر نہیں ہوتا۔ اس باطل اور نیم مردہ نظام کے ظلم کے خلاف ہم نہیں اٹھتے تو بقول قتیل شفائی

قتیل اس جیسا بھی منافق نہیں کوئی
جو ظلم تو سہتا ہے مگر بغاوت نہیں کرتا

ہمارا فرض ہے کہ ہم اٹھیں اور اس باطل نظام کی جڑوں پر تیشہ چلائیں۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں اللہ ہماری مدد فرمائے گا۔ ان شاء اللہ

احادیث میں ہے کہ قرب قیامت میں اسلام کا عالمی غلبہ ہو گا گویا یہ تو شدنی حقیقت ہے۔ میرا اور آپ کا امتحان یہ ہے کہ ہم اس کے لئے کتنا وقت، مال اور جان کھپاتے ہیں۔ الحمد للہ تنظیم اسلامی غلبہ دین ہی کے لئے سرگرداں ہے۔ جو پہلے پاکستان میں اور پھر پوری دنیا میں اسلام کا غلبہ چاہتی ہے۔ اپنے اس پیغام کو عام کرنے کے لئے رسائل، اخبارات و جرائد میں، مضامین لکھے جاتے ہیں، پرامن جلسے، جلوس، مظاہرے، ہفتہ وار اور ماہانہ دروس ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعے سے جہاں ایک طرف لوگوں کو فرائض کا شعور دلایا جاتا ہے تو دوسری طرف اپنے رفقاء کی تربیت بھی کی جاتی ہے۔

اسی مقصد کے پیش نظر ۲۷/ فروری کو تنظیم اسلامی میرپور کے زیر اہتمام جی دارالسلام کے مقام پر شب بسری پروگرام ہوا۔ نماز مغرب کے بعد سید محمد آزاد صاحب نے قرآن مجید کی بنیادی حقوق بیان کئے۔ عالمی امن کے قرآنی پیغام کو دوسروں تک پہنچانا ہے تاکہ سسکتی ہوئی انسانیت اس سے ہدایت حاصل کر سکے۔ بعد نماز عشاء تنظیم اسلامی کی دعوت پر مبنی ویڈیو کیسٹ دکھایا گیا۔ صبح ساڑھے چار بجے بیداری ہوئی، نوافل پڑھے گئے اور تلاوت قرآن کی گئی۔ نماز سے قبل راقم نے درس حدیث دیا۔ راقم نے عرض کیا کہ اپنی نجات کے لئے قرآن کے علمبردار کی تعلیمات کو عام کرنا ہو گا۔ اس کے لئے ذاتی نماز اور روزہ حج کے ساتھ ساتھ دین کی دعوت اور اقامت دین کی جدوجہد کے لئے اپنی صلاحیتیں لگائی جائیں۔ اسی میں ہماری بقا اور پاکستان کے استحکام کا راز مضمر ہے۔ بعد نماز فجر سید محمد آزاد صاحب نے سورۃ آل عمران کی آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴ پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ آج ہم سب کچھ بھول بھال کر دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں حالانکہ جتنے اس کے پیچھے پڑیں گے اتنی بھاگے گی اور ہوس میں اضافہ ہو گا۔ ساڑھے آٹھ بجے دعا پر یہ پروگرام ختم ہوا۔ (رپورٹ: غلام سلطان)

اُسرہ ایک سالہ کورس کی تربیتی و دعوتی سرگرمیاں

اُسرہ ایک سالہ کورس کے رفقاء نے ۱۳/ مارچ ۹۹ء بروز ہفتہ قرآن کالج آڈیٹوریم میں ایک تربیت گاہ منعقد کی۔ جناب طاہر سلیم نے ناظم تربیت کے فرائض سرانجام دیئے۔ تربیت گاہ کا آغاز بعد نماز فجر صبح چھ بجے قرآن کریم کی تلاوت اور ترجمے سے ہوا۔ جس کے بعد جناب میر مجیب الحسن نے "نماز برائیوں سے کیسے روکتی ہے؟" کے موضوع پر اپنے مخصوص اور دھیمے انداز میں نماز کے اثرات میں کمی پیدا کرنے والے عوامل کی نشاندہی کی۔ بعد ازاں اُسرہ کے نقیب آذر بختیار خلجی نے قرآن و سنت اور عقلی دلائل سے فرائض دینی کی فرضیت کو اُجاگر کیا۔ انہوں نے کہا کہ "ملوکیت میں چونکہ فرائض دینی کی پہلی سٹیج یعنی عبادت رب ہی پر زور دیا ہے۔ اس لئے دو فرائض یعنی شہادت علی الناس اور اقامت دین آہستہ آہستہ لوگوں کی نظروں سے

اور جھل ہو گئے۔ ان تینوں فرائض دینی میں باہمی ربط بالکل اسی طرح کا ہے جیسے نماز کی درستگی کے لئے کچھ شرائط و فرائض کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح ارکان اسلام کی ادائیگی کے بغیر عبادت رب' شہادت علی الناس اور اقامت دین کے فرائض کی ادائیگی کامل نہیں ہو سکتی۔ گویا فرائض دینی کی ادائیگی میں ارکان اسلام کی وہی اہمیت ہے جو وضو یا نماز میں ان کے فرائض کا مقام ہے۔ اس کے بعد منتخب نصاب نمبر۲ میں شامل سورۂ بنی اسرائیل کے درس نمبر۳ پر امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے خطاب کی ویڈیو کیسٹ دکھائی گئی۔ جس میں پردہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی تھی۔ تربیت گاہ کے دوران تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے ناظم جناب رشید ارشد نے ایمان' کفر اور نفاق کے موضوع پر درس میں بتایا کہ مومن دنیا میں بھی کامیاب و کامران رہتا ہے اور اُخروی فلاح بھی اسی کے حصے میں آتی ہے۔ جبکہ کافر پر دنیا کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ لیکن منافق دنیا میں بھی نقصان میں رہتا ہے اور آخرت میں بھی ناکامی اس کا مقدر بنتی ہے۔ چائے کے وقفہ کے بعد جناب امان اللہ نے سیرت نبویؐ اور سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات سے فرائض دینی کی اہمیت واضح کی اور رفقاء کو ذاتی رابطے کی ترغیب دی۔

ناظم تربیت طاہر سلیم نے "دعوت دین کا طریق کار" پر ایک مذاکرہ کنڈکٹ کیا۔ اس مذاکرہ کی روشنی میں پیش آنے والی مختلف صورتوں کے حوالے سے لوگوں کے گھر جا کر دعوت دینے کی مشق کی گئی۔ اس دعوتی مشق (پریکٹیکل) میں رفقاءِ اُسرہ جناب ہاشم رضا خان' قاضی فضل حکیم' حافظ جاوید نواز' مجیب الحسن' فرقان دانش خان اور امان اللہ نے شرکت کی۔ رفقاء نے ان عملی تجربوں سے اُسرہ کے آئندہ ہفتہ وار دعوتی پروگرام میں لوگوں کو شرکت کی دعوت دینے کے لئے لائحہ عمل مرتب کیا۔

اُسرہ ایک سالہ کورس کے ہفتہ وار دعوتی پروگرام میں ۴ مارچ ۹۹ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب "قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر قرآن آڈیٹوریم میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے خطاب کی ویڈیو کیسٹ دکھائی گئی۔ اس "دعوت فورم" کی نظامت کے فرائض قاضی فضل حکیم صاحب نے ادا کئے۔ جنہوں نے پروگرام کے اختتام پر سوال و جواب کی نشست میں شرکاء کے سوالات کے مفصل اور تسلی بخش جوابات دیئے۔ شرکاء کے اعزاز میں عشائیے کا اہتمام بھی تھا۔ بعد ازاں نئے آنے والے احباب سے تعارف حاصل کیا گیا اور تنظیم اسلامی کی دعوت پر کھلی بحث کی گئی۔ اسرہ ایک سالہ کورس کے رفقاء نے احباب کے اشکال رفع کئے۔

(رپورٹ : فرقان دانش خان)

تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی، غربی کا مشترکہ پروگرام

پروگرام کا آغاز ۲۰/ فروری رات ساڑھے دس بجے

تنظیم اسلامی پیرس کی سرگرمیاں

تربیتی پروگرام

۶ تا ۹/ مارچ روزانہ نماز ظہر سے نماز عصر و مغرب تک تربیتی پروگرام کئے گئے۔

دعوتی پروگرام

اتوار ۶/ مارچ کو امیر تنظیم اسلامی پیرس حاجی اشرف صاحب کے مکان پر خواتین سے من وراء الحجاب سورۃ النساء کی روشنی میں "صالحاتِ قرآن" کے موضوع پر خطاب ہوا۔

۶/ مارچ کو پیرس سے ۱۰۰ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع شہر "دورہ" میں بعد نماز عشاء "فرائض دین کا جامع تصور" کے موضوع پر جناب ڈاکٹر عبدالسمیع نے خطاب کیا۔ جناب مسعود احمد نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ شرکائے پروگرام کی تعداد ساٹھ تھی۔

۷/ مارچ بروز اتوار بعد نماز ظہر مسجد ترک پیرس میں ڈاکٹر عبدالسمیع نے "رسولؐ سے عشق کا تقاضا" کے موضوع پر سورۃ التوبہ کی آیت ۲۴ کی روشنی میں خطاب کیا۔ شرکاء کی تعداد ۴۰ سے ۵۰ تھی۔

۸ / مارچ کو بعد نماز عشاء "فونٹین بلیو" میں ڈاکٹر عبدالسمیع نے "سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے موضوع پر خطاب کیا۔ شرکاء کی تعداد ۳۵ تھی۔

۹/ مارچ بروز منگل بعد نماز عشاء "ایمرین دل" میں تنظیم اسلامی کے رفیق محمد صادق کے گھر پر محترم ڈاکٹر عبدالسمیع نے "فرائض دین اور ہم" کے موضوع پر خطاب کیا۔ ان کے بعد امیر تنظیم اسلامی پیرس جناب محمد اشرف نے سورۃ العصر پر خطاب کیا۔ شرکاء کی تعداد تقریباً ۴۰ تھی۔

۱۰ مارچ بروز بدھ بعد نماز عشاء "گارج لی گونس" کی ترکی مسجد میں "حج اور عید الاضحیٰ کی اصل روح" کے موضوع پر خطاب ہوا۔ شرکاء کی تعداد تقریباً ۴۵ تھی۔ جناب طاہر تسیم قریشی نے میزبانی کے فرائض انجام دیئے۔

۱۱/ مارچ بروز جمعرات بعد نماز عشاء "کرائی" کی مسجد میں "ختم نبوت" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر عبدالسمیع نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن ہے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے خود لیا ہے۔ اس لئے یہ ہدایت آخری اور ابدی ہے۔ ختم نبوت کے بعد کارِ رسالت کی ذمہ داری اُمت مسلمہ کا دینی فریضہ ہے۔

۱۲/ مارچ بروز جمعہ تنظیم اسلامی پیرس کا قافلہ جناب عبدالسمیع کے ساتھ بلجیم "اینٹ ورپن" پہنچا جہاں مسجد خاتم الانبیاء میں "ختم نبوت" کے موضوع پر خطاب ہوا۔ پروگرام کے میزبان مسجد کے مہتمم اعلیٰ حاجی عبدالحمید صاحب تھے۔

نماز عشاء کے بعد اسی مسجد میں "اصول ہدایت کے تقاضے" کے موضوع پر محترم ڈاکٹر عبدالسمیع نے خطاب کیا۔ پھر فرینکفرٹ جرمنی کے لئے روانہ ہو گئے۔

۱۳/ مارچ بروز ہفتہ فرینکفرٹ میں نماز عشاء کے بعد پاک محمدی مسجد میں محترم عبدالسمیع نے "فرائض دینی کا جامع تصور" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جیسے ایک مسلمان پر نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج فرض ہے اسی طرح اقامت دین کی جدوجہد بھی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جس میں ہر مسلمان کو حسب استطاعت حصہ ڈالنا چاہئے۔ پروگرام میں شرکاء کی تعداد ۶۰ رہی۔ اس پروگرام کے انعقاد میں جناب نذر حسین نے خصوصی تعاون کیا۔

۱۴/ مارچ بروز اتوار یہ قافلہ واپس پیرس پہنچا اسی روز بعد نماز ظہر تنظیم اسلامی پیرس کا اجلاس ہوا۔ اجلاس کی صدارت جناب ڈاکٹر عبدالسمیع نے کی۔

(رپورٹ : محمد فاروق حی)

محمدی مسجد اسلامیہ کالونی میں راقم کی گفتگو سے ہوا۔ راقم نے اس حدیث قدسی پر مختصر گفتگو کی جس کا ترجمہ ہے "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا سو میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں لہٰذا میں نے خلقت کی تخلیق کی"۔ عرفان ذات باری تعالیٰ کے نتیجے میں اللہ کی محبت دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے لیکن عرفان ذات باری تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے وسیلے ہی سے ہوتا ہے۔ نبی آخر الزمان کی اتباع کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت سے مشروط رکھا ہے' بلکہ ہمیں یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اتباع رسولؐ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ خود بندے سے محبت کرنے لگتا ہے۔ آج کے دور میں اتباع رسول کا تقاضا یہ ہے کہ دین کی سربلندی کے لئے جدوجہد کی جائے۔ ہمیں اقامت دین کی جدوجہد' جسے ہم فرض عین سمجھتے ہیں' اس کے لئے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھنا ہو گا۔ نماز تہجد اور انفرادی عبادات کے بعد یعنی نماز فجر کے بعد مسجد سے ملحقہ مدرسے کے استاد نے سورۃ الانعام کی آیات پر درس دیتے ہوئے توحید کے تقاضے اور شرک و بدعت سے اجتناب کی ضرورت پر زور دیا۔

انقلاب کے لازمی مراحل پر مذاکرہ ہوا۔ مذاکرے کے دوران مختلف رفقاء نے احباب تک تنظیم اسلامی کی دعوت پہنچائی اور انہیں دروس قرآن میں شرکت کی دعوت دی۔ بعد نماز ظہر محمد پور کی جامع مسجد کی انتظامیہ کے جنرل سیکرٹری کے گھر پر عابد جاوید خان نے سورۃ التغابن پر درس دیا۔ طعام اور آرام کے وقفے کے بعد ساڑھے چار بجے رفقاء نے گروپس کی صورت میں لوگوں کو درس قرآن میں شرکت کی دعوت دی۔ جلال الدین اکبر نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عنوان سے درس دیا۔ انہوں نے بتایا کہ قرآن کریم میں دس مقامات پر امر بالمعروف کے ساتھ نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا ہے۔ محض نیکی کے پرچار سے برائیوں کا خاتمہ ممکن نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو قرآن میں برائیوں کے خاتمہ پر اتنا زور نہ دیا جاتا۔ یہ امت مسلمہ کا لازمی و ناگزیر فرض ہے جسے ہم نے بھلا دیا ہے۔ اس کوتاہی کے نتیجہ میں پوری امت دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی اسی فریضہ کو انجام دے رہی ہے۔ انہوں نے شرکاء درس سے کہا کہ وہ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے تنظیم کے ساتھ تعاون کریں۔ (رپورٹ : محمد سمیع)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8 شمارہ 12
سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

پبلشر: [illegible]
طابع: مکتبہ جدید پریس ۔ ریلوے روڈ لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونین برائے تحریر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

تعلیم و تعلم

امیر تنظیم اسلامی کا پیغام' میٹرک پاس طلبہ کے نام

میٹرک کا امتحان دینے والے ذہین اور باہمت طلبہ اپنے مستقبل کے کیریئر پر غور کرتے ہوئے اِن حقائق کو پیشِ نظر رکھیں :

① ملکی اور عالمی سطح پر عالمِ انسانیت کے معاملات کی اصل باگ ڈور علومِ عمرانی (SOCIAL SCIENCES) یا علومِ انسانی (HUMANITIES) کے ماہرین' یعنی علماء فلسفہ و نفسیات' ماہرینِ معاشیات و سیاسیات و عمرانیات اور ماہرینِ قانون کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔

② جبکہ علوم طبیعی (PHYSICAL SCIENCES) اور مختلف پیشہ ورانہ علوم و فنون کے ماہرین ان کے تابع خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

③ اور آج عالمِ انسانیت جس ہولناک تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے اس کا اصل سبب یہ ہے کہ انسانی اور عمرانی علوم کا رشتہ علمِ وحی اور ہدایت خداوندی سے بالکل کٹ گیا ہے۔

④ لہٰذا وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ایسے اصحابِ علم و دانش بڑی تعداد میں پیدا کئے جائیں جو ایک جانب علمِ وحی اور ہدایت خداوندی سے بہرہ ور ہوں اور دوسری جانب علومِ عمرانی میں بھی مہارت کے حامل ہوں۔

چنانچہ —— مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور —— کے زیر اہتمام

محنتی اور قابل اساتذہ کی خدمات اور عمدہ دینی ماحول کے ساتھ ساتھ بہترین محل وقوع' عالیشان عمارت اور عمدہ فرنیچر کے حامل

قرآن کالج

(191۔اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور فون: 5833637)

کا اصل مقصد یہی ہے کہ ——————

یہاں سے بی اے پاس کرنے والے طلبہ عربی زبان پر بھی دسترس رکھتے ہوں اور قرآن کے علم و حکمت سے بھی واقف ہوں' اور اس کے ساتھ ساتھ فلسفہ' معاشیات اور سیاسیات میں سے بھی کسی ایک علم میں مہارت حاصل کرلیں۔ اور پھر :

- اوّلین ترجیح تو یہ ہو کہ وہ علومِ عمرانی میں سے کسی ایک علم میں ایم اے کر کے ایجوکیشنل کیریئر اختیار کریں اور پھر پی ایچ ڈی یا ڈی لٹ وغیرہ کر کے خاص اس شعبے میں قرآن حکیم کی ہدایت و رہنمائی کو اعلیٰ علمی سطح پر پیش کرسکیں —— اور
- ثانوی درجہ میں —— سی ایس ایس وغیرہ کے امتحانات پاس کر کے حکومت کے انتظامی شعبوں میں خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ اپنی سرکاری حیثیت کے مطابق لوگوں کی دینی رہنمائی اور دعوت و تبلیغ کا فریضہ بھی سرانجام دیں —— یا ایل ایل بی کر کے وکالت کا شغل اختیار کریں۔ اس ضمن میں ظاہر ہے کہ جلد یا بدیر اس ملک میں اسلامی قانون نافذ ہو کر رہے گا اور اس وقت ایسے ماہرین قانون کی شدید ضرورت ہو گی جو دینی علوم میں بھی دسترس رکھتے ہوں۔

گویا قرآن کالج میں داخلے کا حاصل کسی مسجد کی امامت یا خطابت کا معاملہ نہیں بلکہ ملک و ملت کی بہترین خدمات انجام دینے کے قابل بننا ہے!!

مزید برآں قرآن کالج میں طلبہ کی عمومی دلچسپی و سہولت کے پیشِ نظر آئی کام اور آئی سی ایس کی کلاسز اور ریاضیات اور شماریات کی تدریس کا انتظام بھی کیا گیا ہے!

مزید معلومات کے لئے کالج کا پراسپکٹس حاصل کریں!

داعی الی الخیر : ڈاکٹر اسرار احمد
صدر مؤسس' مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

امیر تنظیم اسلامی کا یہ پیغام ہینڈ بل کی صورت میں طبع کر کے بڑے پیمانے پر لاہور شہر میں عام کیا گیا